سوال

(23)چار رکعت میں پہلے تشہد کے ساتھ درود شریف پڑھنا بارش کی صورت میں دو نمازیں جمع کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

نمبر1۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں تو پہلے تشہد میں التحیات سے اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ تک پڑھنا چاہیے یا درود شریف ابراہیمی پڑھنا بھی ضروری ہے۔اگر پہلے تشہد میں درود شریف نہ پڑھا جائے تو کیا نماز نہیں ہوتی؟

اگر درود شریف پڑھنا ضروری ہو تو دلائل اور نہ پڑھنے کی دلیل کیا ہے؟

2۔اگر بارش ہو رہی ہو(تھمنے)رکنے کا امکان نہیں یا گلی بازاروں میں سخت کیچڑ ہے۔یا کسی دوسرے علاقے کی سردی نے غلبہ کیا تو ان میں سے کسی ایک حالت میں نماز مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز جمع کرلینا کیسا ہے۔جب کہ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے۔کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف وبلا مطر خطر نماز جمع کی ہے۔علاوہ ازیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو عصر کی طرف موخر کرتے اگر ظہر ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تب عصر کو ظہر کی طرف مقدم کرکے نماز پڑھ کر سفر شروع کرتے۔بینوا توجروا۔(سائل زبیر احمد بھٹی۔جھبران ضلع شیخوپورہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلے تشہد میں درود شریف پڑھا جائے یا نہیں؟اس کے بارے میں علماء کی دو رائے ہیں۔علماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھنا مشروع اور جائز ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم میں عموم ہے جو تشہد اول اور تشہد ثانی دونوں کو شامل ہے۔اس نے درود کے حکم کو تشہد ثانی ہی کے ساتھ خاص کرنا اور پہلے تشہد میں اس کے پڑھنے کو جائز نہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بعض ائمہ کا مسلک یہی ہے۔

عصر حاضر کے نامور عالم، محقق اور محدث علامہ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ تشہد اول میں درود شریف کے پڑھنے کو مکروہ سمجھنا بلا دلیل ہے(ملاحظہ ہو صفۃ صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)ص146

لیکن علماء کا ایک دوسرا گروہ ہے جس کی رائے میں مذکورہ بالا مسلک صحیح نہیں اور وہ درج ذیل حدیث سے استدلال کرتا ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد میں مروی ہے اس روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وسط صلوٰۃ(یعنی تشہد اول)میں ہوتے تو تشہد سے فراغت کے بعد کھڑے ہو جاتے اور اگر

آخری تشہد میں ہوتے تو تشہد کے بعد دعا مانگتے اور پھر سلام پھیرتے اصل عربی الفاظ یہ ہیں۔

"قال : ثم إِنَ کان فی وسطِ الصلاۃ؛ نَھضَ حینَ یفرُغُ من تشَھُدِہِ، وإنَ کان فی آخِرِھادعا بعد تشَھُدِہِ بماشاء اللہ أَن یَدعُوَ، ثم یسلم"

(الفتح الربانی الترتیب ہند الامام احمد بن حنبل الشیبانی ج 4۔ ص 2۔3)

علامہ ساعاتی (صاح الفتح الربانی) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"وقد احتج بہ المالکیہ ومن وافقھم فی القیام الی الرکعۃ الثالثۃ عقب التشھد الاول بدون ذکر الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ" (حوالہ مذکور)

"اس حدیث سے مالکیہ اوران کے ہم رائے دیگر ائمہ (احناف وغیرہ) نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ پہلے تشہد میں درود پڑھے بغیر ہی تیسری رکعت کےلیے کھڑا ہونا چاہیے"

یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے رواۃ کے بارے میں کہا ہے۔ رجالہ موثقون (اس کے راوی ثقہ ہیں) (مجمع الزوائد، ج 2۔ ص 142)

نامور مصری محدث احمد شاکر مرحوم ن بھی اس حدیث کو سنداً صحیح قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو، مسند احمد، ج 76 ص 178، 148 بہ تحقیق احمد شاکر،

2۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لایزید فی الرکعتین علی التشھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

دو رکعتوں میں صرف تشہد پڑھتے تھے۔ اس پر زیادتی نہیں کرتے تھے۔"

ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"رواہ ابو یعلیٰ من روایہ ابی الحویرث عن عائشہ رضی اللہ عنہا والظاہر انہ خالد بن الحویرث وھو ثقہ وبقیہ رجالہ رجال الصحیح" (مجمع الزوائد، ج 3، ص 142)

گویا اس روایت کے راوی بھی ثقہ ہیں اور یوں یہ روایت بھی صحیح ہے۔

3۔ ایک اور روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتیں میں اتنا (مختصر) جلوس فرماتے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرم پتھر پر بیٹھے ہیں۔ (الفتح الربانی، ج 4۔ ص 17) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے تشہد میں جلد ہی اُٹھ جایا کرتے تھے، جس سے اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ پہلے تشہد میں آپ صرف تشہد ہی پڑھتے ہوں گے، اس کے ساتھ درود شریف نہیں پڑھتے ہوں گے۔

مذکورہ روایات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ پہلے تشہد میں صرف تشہد ہی پڑھنا چاہیے اس کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ آخری تشہد میں درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بھول کر پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے نہ اسے سجدہ سہو کرنے کی ہی ضرورت ہے۔ جیسا کہ احناف کا مسلک ہے کہ ان کے نزدیک پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا ضروری ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

2۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ ایک مرتبہ بغیر خوف اور بارش کے نماز جمع کر کے پڑھتی تھی جس سے،

(نوٹ: اس کے بعد کاپی ڈی ایف صفحہ غائب ہے)

تحقیق و تنقید۔۔۔جناب خالد جاوید اختر سلفی مرجالوی۔جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

تشہد اول میں دُرود شریف پڑھنے کا مسئلہ

الاعتصام شمارہ 37(15 ستمبر 1989ء) میں ایک سوال کے جواب میں عرض کیا گیا تھا کہ پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا ضروری نہیں ہے۔حرف آخری تشہد ہی میں اس کا اہتمام ضروری ہے۔

راقم کے اس مضمون یا فتویٰ کے جواب میں متعدد اہل علم و تحقیق کی طرف سے جوابات موصول ہوئے ہیں جس میں بیان کردہ موقف سے اختلاف کیا گیا ہے۔یہ مضامین جس ترتیب سے موصول ہوئے حسب ذیل ہیں۔

1۔حافظ محمد ایوب خالد۔مدرس جامعہ محمدیہ توحید آباد شیخوپورہ۔

2۔خالد جاوید اختر سلفی مرجالوی جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

3۔مولانا ابو محمد عبدالستار الحماد جامعہ سلفیہ فیصل آباد

4۔پیر محب اللہ شاہ راشدی سندھ

5۔عبداللہ عبدالرحمٰن فیصل آباد

ان میں اول الذکر پہلے دو مضمون تقریب یکساں دلائل پر مبنی ہیں۔تاہم دوسرا مضمون قدرسے مفصل ہے۔جس میں پہلے مضمون کے بھی سارے دلائل موجود ہیں اور مزید کچھ اضافہ ہے۔اس لیے پہلے مضمون کی اشاعت غیر ضروری ہے کیونکہ دوسرے مضمون میں وہ سارا مواد آجاتا ہے۔

تیسرے مضمون میں جو ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور میں چھپ گیا ہے،انہی دلائل کی تکرار کے ساتھ مزید نئی بات اس میں یہ عرض کی گئی ہے کہ اس مسئلے میں تشدد صحیح نہیں،دونوں مسلکوں پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

نمبر 3۔مضمون کی اشاعت کے بعد اسکی اشاعت بھی باعث تکرار ہی ہوگی۔

چوتھا مضمون پیر محب اللہ شاہ صاحب حفظہ اللہ کا ہے جس میں کچھ مزید دلائل ہیں۔جس سے دوسرے موقف کو،جو اول وآخر(دونوں تشہد میں) دُرود پڑھنے پر مبنی ہے۔یقیناً تائید و تقویت ملتی ہے اس لیے اس کی اشاعت بھی مفید ہے۔

پانچواں مضمون مولانا عبدالستار الحماد صاحب کے مضمون کے ایک حصے پر تنقید ہے حماد صاحب کا مضمون چونکہ "الاعتصام" میں شائع ہی نہیں ہوا ہے اس لیے اس کی اشاعت بھی غیر ضروری ہے۔

گویا آئندہ مضامین میں سے صرف دو مضمون ہم شائع کررہے ہیں۔ایک خالد جاوید سلفی کا۔اوردوسرا حضرت پیر صاحب راشدی حفظہ اللہ کا۔مذکورہ وضاحت سے مقصود یہ ہے کہ دوسرے مضمون کی عدم اشاعت کی وجہ صرف تکرار سے قارئین کو بچانا ہے ورنہ سارے دوست جنھوں نے یہ عملی کاوشیں کی،ہمارے نزدیک قابل احترام ہیں،اور ہم ان کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے تحقیق مسئلہ کے لیے اپنا فرض ادا کیا۔جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مختصراً عرض ہے کہ اگرچہ پہلے جو موقف پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بھی ہمارے اکابر علماء قائل رہے ہیں، مثلاً امام ابن القیم (جلد الافہام) نواب صدیق حسن خان (الروضۃ الندیہ) امام شوکانی (نیل الاوطار) امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (المحلیٰ) مولانا عبدالرحمان مبارک پوری (تحفۃ الاحوذی) اور مولانا عبیدالرحمان رحمانی حفظہ اللہ (مرعاۃ المفاتیح) اور دیگر حضرات۔ تاہم یہ دوسرا موقف، جسے تنقیدی مضامین میں پیش کیا گیا ہے، جنھیں قارئین اب ملاحظہ فرمائیں گے دلائل کی رو سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے۔ بالخصوص مسند ابی عوانہ کی روایت (جو سنن بیہقی اور نسائی میں بھی ہے) جس کا حوالہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیا ہے ایسی نص ہے جس سے مسئلے کی دو ٹوک وضاحت ہوجاتی ہے۔ اگرچہ اس کا تعلق تہجد کی نفلی نماز سے ہے۔ اور بعض علماء نے اسے نوافل کے تشہد اول میں ہی صلوۃ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ تاہم اگر اسے فرائض کے لیے بھی عام کرلیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ بالخصوص جب کہ عمومی دلائل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہرحال اب بالترتیب یہ دونوں مضامین قارئین کرام ملاحظہ فرمالیں۔ اس اشاعت میں مولانا مرجالوی صاحب کا مضمون شامل ہے۔ آئندہ اشاعت میں ان شاء اللہ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم کا مضمون شائع ہوگا۔ (ص۔ ی)

"الاعتصام" (شمارہ 37) میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کا ایک مضمون ایک سائل کے جواب میں پڑھا جو کہ چار رکعت میں پہلے تشہد کے ساتھ دُرود شریف پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں تھا۔ حافظ صاحب موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ پہلے تشہد میں دُرود پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن حافظ صاحب کا یہ دعویٰ دلائل کی رو سے صحیح نہیں۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ پہلے تشہد میں بھی دُرود شریف پڑھنا چاہیے جسکے دلائل حسب ذیل ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥٦ ... سورۃ الاحزاب

"اللہ اور اس کے رسول کے فرشتے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔"

اگرچہ آیت کریمہ کے الفاظ عام ہیں لیکن اس کا تعلق نماز کے ساتھ بھی ہے۔ چنانچہ دار قطنی میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت منقول ہے آپ کہتے ہیں کہ:

"أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا"

(دار قطنی مع تعلیق الغنی جلد ص 355)

"ایک آدمی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اُس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہے لیکن جب ہم نماز پڑھ رہے ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیسے بھیجیں؟" پھر آگے اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ دُرود اس طرح پڑھو۔ الخ

یہ روایت مسند احمد، صحیح مسلم، سنن نسائی، جامع ترمذی، ابوداود، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی میں مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اسی حدیث کے تحت (جو کہ نسائی میں مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے) مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ نمبر 5 کے تحت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ن الآية لما نزلت وكان النبي - صلى الله عليه وسلم - قد علمهم كيفية السلام عليه في التشهد، والتشهد داخل الصلاة، فسألوا عن كيفية الصلاة، فعلمهم، فدل على أن المراد بذلك ايقاع الصلوة عليه في التشهد بعد الفراغ من التشهد الذي تقدم تعليمه لهم واما احتمال ان يكون خارج الصلوة فهو بعيد"

(نسائی ج اول، ص 151 بر حاشیہ نمبر 5)

کہ "آیت درود وسلام جب نازل ہوئی تو اس کے نزول سے پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین) کو تشہد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کی کیفیت سکھا دی تھی۔ اور تشہد نماز میں داخل ہے۔ تو انہوں نے (اب آیت کے نزول کے بعد) درود پڑھنے کی کیفیت دریافت کی۔ تو اس سے اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ اس سے مراد ان کا اس تشہد سے فارغ ہونے کے بعد جس کی تعلیم انہیں پہلے سے ملی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں درود پڑھنا ہے اور یہ جو احتمال ہے کہ خارج نماز کے متعلق انہوں نے دریافت کیا ہو تو یہ بعید ہے۔"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین تشہد میں السلام علیک ایھا النبی الخ تو پہلے ہی پڑھتے تھے اب جب کہ یہ آیت نازل ہوئی تو اس میں تھا کہ: صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ کہ سلام کے ساتھ دُرود بھی بھیجو۔

تو حدیث بھی صاف آ رہی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:

"فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا"

کہ "نماز میں ہم سلام تو پڑھتے ہیں اب ہمیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا دیجئے کہ ہم دُرود کیسے پڑھیں؟

اگر ہم پہلے تشہد میں دُرود شریف نہ پڑھیں، تو سَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سلام پڑھو) پر تو عمل ہو گا لیکن صَلُّوا (درود بھی پڑھو) پر عمل نہیں ہو گا۔[1]

شیخ الاسلام علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ دُرود پہلے تشہد میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور دوسرے میں بھی۔ اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے لیے بھی مشروع قرار دی۔ چنانچہ ابو عوانہ اور نسائی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"كان صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يصلي على نفسه في التشهد الأول وغيره وسن ذلك لأمته؛ حيث أمرهم بالصلاة عليه بعد السلام عليه" (صفۃ الصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص 145-146)

کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تشہد میں بھی اپنے آپ پر دُرود پڑھتے تھے اور دوسرے میں بھی اور اس کو اُمت کے لیے بھی شروع قرار دیا۔ جہاں انہیں آپ نے سلام کے بعد آپ پر دُرود پڑھنے کا بھی حکم دیا۔"

اب یہ مسئلہ تو شواہد و دلائل سے بالکل عیاں ہے کہ دونوں تشہد میں دُرود پڑھا جائے اور دوسرے تشہد کے ساتھ درود کو خاص کر لینے کی کوئی دلیل نہیں۔ حافظ صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ کمزور ہیں۔ ہم یہاں ان دلائل کا ایک ایک کر کے جواب دیتے ہیں۔

سب سے پہلے دلیل جو حافظ صاحب موصوف نے دی ہے۔ وہ الفتح الربانی بالترتیس مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ یہاں حافظ صاحب موصوف یہ دعویٰ کر گئے ہیں کہ اس حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وسط صلوٰۃ میں ہوئے تو تشہد سے فراغت کے بعد کھڑے ہو جاتے اور اگر آخری تشہد میں ہوئے تو تشہد کے بعد دعا مانگتے۔ اور پھر سلام پھیرتے۔"

استشہاد کے لیے رقمطراز ہیں۔

"قال: ثم إن كان في وسط الصلاة نهض حين يفرغ من تشهده، وإن كان في آخرها دعا بعد تشهده بما شاء الله أن يدعو، ثم يسلم"

(الفتح الربانی الترتیب ہند الامام احمد بن حنبل الشیبانی ج 4۔ ص 2-3)

اب حافظ صاحب موصوف جو صراحت کا دعویٰ کررہے ہیں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تھا اور استدلال ۔ اِن کان فی وسطِ الصلاۃ الخ۔ میں کان کی ھُوَ ضمیر سے کررہے ہیں۔ گویا ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہیں حالانکہ یہاں مرجع ضمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ہم تصریح کےلیے صحیح ابن خزیمہ کی حدیث نقل کرتے ہیں جہاں راوی صراحت سے کہتا ہے کہ یہ فعل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

" عن عبدالرحمان بن الاسود عن ابیہ انا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہ التشہد فی الصلاۃ قال کنا نحفظ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کما نحفظ حروف القرآن الواد والالف فاذا جلس علی ورکہ الیسری قال التحیات للہ الی قولہ عبدہ ورسولہ ثم یدعو لنفسہ ثم یسلم وینصرف" (صحیح ابن خزیمہ ص ج۔1 ص348) (باقی)

<u>تحقیق وتنقید۔۔۔جناب خالد جاوید اختر سلفی مرجالوی۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ</u>

<u>تشہد اول میں درُود شریف پڑھنے کا مسئلہ</u>

قسط نمبر2۔(آخری قسط)

اب دیکھئے عبدالرحمان بن اسود اپنے والد اسود سے روایت کرتے ہیں۔ اسود نے کہا کہ ہمیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز میں تشہد سکھایا۔ آگے اسود کہتے ہیں۔

"قال کنا نحفظ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کما نحفظ حروف القرآن الواد والالف فاذا جلس علی ورکہ الیسري قال التحیات للہ"

کہ "ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشہد اس طرح یاد کرتے تھے جس طرح ہم قرآن کے حروف یاد کرتے تھے جس طرح واو اور الف۔ پس جب آپ اپنی بائیں سرین پر بیٹھتے تو کہتے التحیات للہ۔ "الخ۔

اب غور کریں اسود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ ہم ان سے تشہد اس طرح یاد کرتے تھے۔ جس طرح قرآن یاد کرتے تھے اور پھر اسود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہی بتارہا ہے کہ جب وہ اپنی بائین سرین پر بیٹھتے تو کہتے التحیات للہ۔ الخ

توحافظ صاحب موصوف نے جو حدیث الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ الشیبانی کی پیش کی ہے۔ اس میں بھی عبدالرحمان بن اسود عن ابیہ عن ابن مسعود ہے۔ وہاں بھی اسود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بتارہے ہیں : "ثم اِن کان فی وسطِ الصلاۃ؛ نَھَضَ "الخ۔ کہ اگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسط صلوٰۃ یعنی پہلے تشہد میں ہوتے تو تشہد پڑھ کر ہی اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور اگر نماز کے آخر یعنی دوسرے تشہد میں ہوتے تو تشہد کے ساتھ دعا بھی ملالیتے اور پھر سلام کہتے۔ [2] دیالیکن شروع سے جہاں اپنے موقف کا رد ہوتا ہے وہ حصہ چھوڑدیا۔ [3] یہاں حافظ صاحب موصوف کو غلطی لگی ہے۔ [4]

چنانچہ ہم اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں جس کا حوالہ حافظ صاحب موصوف نے دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

" الأسود بن یزید النخعی عن أبیہ عن عبداللہ بن مسعود قال :
علمنی رسول اللہ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التشہد فی وسط الصلاۃ وفی آخرہا- فکنا نحفظ عن عبداللہ حین أخبرنا أن رسول اللہ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ علمہ إیاہ؛"قال- : فکان یقول إذا جلس فی وسط الصلاۃ وفی آخرہا علی ورکہ الیسری : التحیات للہ ... الخ۔ ثم قال : ثم إن کان فی وسط الصلاۃ؛ نہض حین یفرغ من تشہدہ، وإن کان فی آخرہا؛ دعا بعد تشہدہ بما شاء اللہ أن یدعو، ثم یسلم "

(الفتح الربانی الترتیب ہند الامام احمد بن حنبل الشیبانی ج4۔ ص2۔3)

اسود بن یزید نخعی کہہ رہے ہیں کہ فکنا نحفظ ہم یاد کرتے تھے۔ عبداللہ سے جب اُس نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ سکھایا ہے۔ فکان یقول۔ الخ۔ اسود کہتے ہیں کہ عبداللہ پڑھتے تھے جب وسط صلوٰۃ اور اس کے آخر میں بیٹھتے تھے۔ الخ۔

غور طلب بات یہ ہے کہ فکنا نحفظ اور فکان یقول "ان الفاظ کا قائل ایک ہے (یعنی اسود) اور حافظ صاحب موصوف نے تو اس عبارت کو حذف کر دیا اور آخر سے ایک پیرا حذف کر کے صراحتاً فعل رسول ثابت کر رہے ہیں۔ حالانکہ صراحتاً یہ فعل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت ہو رہا ہے۔

جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے تو پھر اب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے حجت رسول معظم ہیں۔ ہمارے لیے اُسوہ حسنہ خود رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں :

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

دوسری دلیل حافظ صاحب موصوف نے مسند ابی یعلیٰ سے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت پش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

"كان لا يزيد في الركعتين على التشهد"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہلی) دو رکعتوں میں صرف تشہد پڑھتے تھے اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔"

یہ روایت حافظ صاحب موصوف نے مجمع الزوائد ج 2 ص 142 کے حوالہ سے درج کی ہے اور پھر حافظ ہیثمی کا فیصلہ بھی درج کیا ہے کہ وہ لکھتے ہیں۔

"رواہ ابو یعلیٰ من روایۃ ابی الحویرث عن عائشہ رضی اللہ عنہا والظاہر انہ خالد بن الحویرث وہو ثقہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح" (مجمع الزوائد، ج 3، ص 142)

"ابو یعلیٰ نے اس حدیث کو ابو الحویرث کی روایت سے روایت کیا ہے جو وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ اور ظاہر بات یہ ہے کہ (ابو الحویرث نہیں) خالد بن حویرث ہے جو کہ ثقہ ہے اور باقی اس سند کے راوی صحیح ہیں۔ مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ چنانچہ میزان الاعتدال میں ہے :

"ابو الحویرث عن عائشۃ لا یعرف فان کان الأول فلم یدرک عائشۃ رضی اللہ عنہا" (میزان الاعتدال جلد 3 ص 355)

کہ "ابو الحویرث جو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے وہ مجہول ہے اور اگر پہلا (یعنی عبدالرحمان بن معاویہ) ابو الحویرث ہو تو اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں پایا۔"

اب ابو الحویرث کی روایت تو دونوں صورتوں میں قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ جو ابو الحویرث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے وہ تو ہے ہی مجہول۔ اور مجہول کی روایت قبول نہیں۔ بصورت دیگر اگر یہ ابو الحویرث دوسرا ہے (یعنی عبدالرحمان بن معاویہ) تو اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں پایا۔ لہذا اس صورت میں روایت منقطع ہو جائے گی۔

اب ابو الحویرث کی تو بات ہی ختم کہ ابو الحویرث جو بھی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرے وہ روایت قبول نہیں۔ رہی بات خالد بن حویرث کی تو وہ بھی مجہول ہے۔

(کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم رازی) ج اقسم 3 ص 324) میں ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہا کہ میں نے یحییٰ ابن معین سے خالد بن حویرث کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اسے نہیں پہچانتا۔ عبارت یہ ہے۔

" قال سألت يحيى بن معين عن خالد بن الحويرث فقال لا أعرفه"

(حوالہ مذکور)

اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ :

" قال عثمان بن سعيد الدارمي سالت يحيٰ ابن معين عنه فقال لااعرفه وقال ابن عدي اذا كان يحيٰ لايعرفه فلا يكون له شهرة ولا يعرف"

" عثمان بن سعید دارمی نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے خالد بن حویرث کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اسے نہیں جا نتا اور ابن عدی نے کہا کہ جب یحییٰ اسے نہیں پہچا نتا تو یہ مشہور نہیں بلکہ مجہول ہوگا۔"

جب مسند ابی یعلیٰ کی اس روایت میں نہ تو ابوالحویرث کا اعتبار ہے اور نہ ہی خالد بن حویرث کا تو پھر اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔

رہی حافظ صاحب موصوف کی تیسری دلیل جو وہ الفتح الربانی (ج 4 ص 17) لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل شیبانی سے پیش کر کے استدلال کرتے ہیں کہ " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں اتنا (مختصر) جلوس فرماتے۔ گویا کہ آپ گرم بستر پر بیٹھے ہیں۔"

یہ روایت منقطع ہے اس کی عبارت یوں ہے۔

" عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ قُلْتُ : حَتَّى يَقُومَ ؟ قَالَ : حَتَّى يَقُومَ "

(مسند احمد ج 5 ص 239 بتحقیق احمد محمد شاکر) حافظ صاحب موصوف نے یہ روایت پیش کی ہے اور اس میں ابو عبیدہ راوی کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں تو حدیث بوجہ انقطاع ضعیف ہے۔ احمد محمد شاکر نے کہا۔ اسنادہ ضعیف لانقطاعہ (حوالہ مذکور) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے کہ ابو عبیدہ کا اپنے والد سے سماع ثاب نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

" عامر بن عبدالله بن مسعود الهذلي ابو عبيدة الكوفي ويقال اسمه كينته روي عن ابيه ولم يسمع منه"

(تہذیب التہذیب ج 5 ص 75) عامر بن عبداللہ بن مسعود ہذلی ابو عبیدۃ کوفی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا نام اس کی کنیت ہی ہے۔ اس نے اپنے والد سے روایت کی لیکن اس سے سماع ثابت نہیں۔ "امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جامع الترمذی میں لکھتے ہیں۔

" وَأبو عبيدة بن عبدالله بن مسعود لم يسمع من أَبيه ولا يعرف اسمه"

"کہ ابوعبیدۃ نے اپنے والد سے نہیں سُنا اور اس کا نام معلوم نہیں (جامع الترمذی جلد 1 ص 11)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التلخیص الجبیر" میں لکھتے ہیں۔

" حديث : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الركعتين الأولين كأنه على الرضف الشافعي وأحمد والأربعة والحاكم من رواية أبي عبيدة بن عبدالله بن مسعود عن أبيه وهو منقطع لأن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه قال : شعبة عن عمرو بن مرة سألت أبا عبيدة هل تذكر من عبدالله شيئا؟ قال : لا, رواه مسلم وغيره
وروى[5] بن أبي شيبة من طريق تميم بن سلمة"

(التلخیص الجبیر ج ص 263)

حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں اسی طرح ہوتے تھے جیسے کہ گرم پتھر پر ہوں، شافعی رحمۃ اللہ علیہ احمد، اربعہ (ابوداود۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) اور حاکم نے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے نقل کیا ہے۔ اور یہ روایت منقطع ہے اسلیے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے والد سے سماع نہیں ہے۔ شبعہ نے عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو عبداللہ سے کچھ ذکر کرتا ہے تو اس نے کہا نہیں، اس کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔"

اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ تیسری دلیل بھی کمزور ہے۔ اور روایت منقطع یعنی ضعیف ہے۔

جب حافظ صاحب موصوف کے تینوں دلائل درست نہیں تو پھر مذکورہ تفصیل کے بعد یہ بات روزروشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔ اور دُرود شریف (؟) دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔ اور پہلے اور دوسرے کی تفریق کرنا صحیح نہیں۔ حافظ صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ آخری تشہد میں موجود دُرود شریف پڑھنا ضروری ہے اس آخری تشہد والی تخصیص کی دلیل کیا ہے اس کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تحقیق وتنقید۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیر محب اللہ شاہ الراشدی حفظہ اللہ سندھ

التحقیق المستحلیٰ فی ثبوت الصلوٰۃ علی النبیؐ فی القعدۃ الأولیٰ

تشہد اول میں بھی دُرود پڑھنے کا ثبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ حضرت الفاضلی محترم القام جی فی اللہ واخی فی السلام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !اُمید ہے آپ کا مزاج عالی مع الخیر ہوگا۔ اما بعد :۔

15 ستمبر کے "الاعتصام" میں آپ محترم کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم نے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ کہ قعدہ اولیٰ میں صحیح بات ہے۔ کہ اس میں تشہد کے ساتھ صلوٰۃ نہ پڑھی جائے۔ افسوس کے اس مسئلہ میں راقم الحروف آں محترم کے ساتھ اتفاق نہیں کرسکا۔ عصر حاضر کے صرف علامہ البانی حفظہ اللہ ہی پہلے قعدہ میں صلوٰۃ پڑھنے کے قائل نہیں بلکہ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مولانا عبدالقادر حصاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک مضمون شائع کرایا تھا۔ اُس میں بھی انہوں نے دلائل سے ثابت کیا تھا کہ پہلے قعدہ میں بھی تشہد کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنی چاہیے۔ اور صحیح بات بھی ان شاء اللہ یہی ہے۔

آں محترم نے اپنے موقف کی دلیل میں ایک حدیث تو مسند ابی یعلیٰ کی ذکر فرمائی ہے اور علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ یہ روایت ابوالحویرث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے اور وہ ثقہ ہے۔ مسند ابی یعلیٰ کا مکمل مخطوطہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں یہ حدیث بھی (ج 2 ص 46 میں) موجود ہے لیکن حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ابوالحویرث نہیں، ابوالجوزاء ہے۔ اور ائمہ محدثین کی تحقیق کے مطابق ابوالجوزاء کا چند صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین جن میں سیدتنا واُمنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہیں۔ سے سماع ثابت نہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔ لہذا یہ روایت تو انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوسری روایت جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اُس کی سند حسن وجید ہے۔ لیکن اس سے مسئلہ زیر بحث پر استدلال راقم الحروف کے نزدیک صحیح نہیں۔ اس لیے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین میں سے ہیں اور قدیم الاسلام ہیں۔ لہذا جو واقعہ وہ اس حدیث میں بیان فرما رہے ہیں وہ پہلے کا تھا اور پہلے قعدہ میں تشہد

کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنا بعد کا ارشاد ہے۔ اس لیے پہلا حکم بعد میں آنے والے حکم کا رافع نہیں ہوسکتا۔

اب آپ ذیل کی حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حدیثیں مسند احمد سنن کبریٰ بیہقی وغیرہا میں اسانید جیاد سے مروی ہیں۔ اس کی اسانید مسند وغیرہ میں دیکھی جائیں۔

1۔ "عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ((أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ، فَقَالَ: إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ"

اس حدیث میں جو سائل ہے وہ بشر بن سعد ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے اور اس حدیث میں واضح ہے کہ صلوٰۃ کے متعلق سوال نماز میں تشہد کے وقت پڑھنے کے بارے میں تھا اور "سلام" جو صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے پہلے جان لیا تھا وہ وہی ہے جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال مدینہ منورہ میں آنے کے بعد بھی کافی عرصہ بعد ہوا تھا۔ اس کی وضاحت مزید دوسری حدیث میں آرہی ہے۔

2۔ یہ حدیث بھی حضرت ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اور جید سند سے امام احمد کی مسند میں موجود ہے۔

"عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: ((أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ"

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا یہ سوال اللہ تعالیٰ کے فرمان :

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥٦ ... سورة الاحزاب

کے نزول کے بعد ہوا تھا اور یہ آیت سورہ احزاب کی ہے جو سن 5 ہجری میں نازل ہوئی تھی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا چاہیے۔ اور یہ حکم بعد کا ہے۔ تشہد کا حکم اس سے کافی عرصہ پہلے ہوچکا تھا۔ اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے اس تشہد کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ سلام تو ہم پہلے معلوم کرچکے ہیں۔ یعنی تشہد میں اور اس دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکمیل میں صلوٰۃ تو سکھلائی۔ لیکن سلام کے متعلق اسی تشہد والے سلام کی طرف " وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ " سے اشارہ فرمادیا۔ اس سے بالکل واضح ہوگیا۔ کہ تشہد کا حکم کافی عرصہ پیشتر ہوچکا تھا۔ اور اس وجہ سے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی پر اکتفا فرماتے تھے۔ لیکن جب سورہ احزاب کی مذکورہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی دریافت پر آپ نے صلوٰۃ بھی بتادی۔ اور یہ نماز ہی میں پڑھنے کے متعلق سوال تھا۔ جیسا کہ پہلی حدیث سے واضح ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مسند احمد اور سنن کبریٰ للبیہقی میں اس کے موافق حدیث صحیح سند سے موجود ہے۔ لہذا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا کےلیے استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

علاوہ ازیں ان دونوں حدیثوں کو اس طرح بھی جمع کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں جو صرف تشہد کا ذکر ہے۔ تو اس سے مراد تشہد مع الصلوٰۃ ہے۔ اور عربی زبان میں چند اشیاء کے مجموعہ کی طرف ایک اہم جزو سے اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً! مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ۔ الخ

میں ذکر تو قیام ہی کا ہے۔ لیکن مراد پُوری نماز ہے اسی طرح اور بھی بہت سے امثلہ موجود ہیں۔ اس کی وضاحت اس طرح سمجھتے کہ اللہ کا حکم تو صلوٰۃ وسلام دونوں کا ہے اور سلام صرف تشہد میں ہی مذکور ہے۔ لہذا صلوٰۃ کے حکم کی تعمیل صرف صلوٰۃ کے پڑھنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ لہذا جب نماز میں مُصلی قعدہ کرے گا تو اللہ کے ارشاد کی تکمیل میں یہ دونوں پڑھے گا۔ گویا تشہد جس میں سلام ہے، اور صلوٰۃ آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ اور صرف تشہد کے ذکر سے جو کہ اہم جُزو ہے، کیوں کہ اس میں سلام کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ اللہ کی ثناء و تعظیم، شہادتین وغیرہ تو اس کے ذکر سے دوسرے جز(یعنی صلوٰۃ کی جانب بھی اشارہ ہوگیا۔ اس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے

قعدے (وسط صلوٰۃ) میں اگر ہوتے تو صرف تشہد یعنی مع الصلاۃ (کیونکہ اللہ کے ارشاد میں دو چیزیں ہیں اور صرف تشہد میں ایک ہی چیز مذکور ہے) پر اکتفا فرماتے۔ اس میں کوئی خرابی نہیں، یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔ ایک کے ذکر سے دوسرے کا ذکر ہو ہی جائے گا۔ باقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ :

"وإنْ كان في آخرها دعا بعد تَشَهُّدِهِ بما شاء الله أَنْ يَدْعُوَ"

اس کو تشہد وصلوٰۃ کے علاوہ اور جو ادعیہ وارده ہیں۔ مثلاً :

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ"

"اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا"

ان پر محمول کیا جائے۔ ان میں کوئی قباحت نہیں، بہر صورت اس مسئلے میں مجھے ان ائمہ کرام (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ رحمہم اللہ) کا موقف صحیح نظر آتا ہے جو پہلے قعدہ میں بھی صلوٰۃ کے پڑھنے کو مشروع جانتے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

ملحوظہ نمبر 1

مزید برآں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو "وسط الصلوٰۃ" کے الفاظ ہیں، اُن سے مراد اگر نماز کا ٹھیک ٹھیک بیچ مراد ہے تو یہ مغرب کی نماز سے منقوض ہے کیونکہ اس صورت میں مغرب کی نماز میں تشہد کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنی جائز ہوگی کیونکہ اس میں پہلا قعدہ ٹھیک ٹھیک بیچ میں نہیں ہے اور اگر وسط سے مراد آخری قعدہ سے پہلے کا قعدہ ہے۔ خواہ ٹھیک وسط وبیچ میں ہو۔ جس طرح چار رکعت نماز میں۔ یا ٹھیک بیچ میں نہ بھی ہو تو پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وسط میں (یعنی دوسرے معنی کے لحاظ سے) ت تشہد کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنی ثابت ہے۔ حضرت سعد بن ہشام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل کا ذکر کرتے ہوئے)

قالت : "كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَتَى شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لا يَجْلِسُ فِيهَا إِلاَّ فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللهَ، وَيَحْمَدُهُ، وَيَدْعُوهُ...

(سنن الکبریٰ للامام البیہقی : ج 3۔ ص، 50) پھر اسی صفحہ پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "رواہ مسلم فی الصحیح عن ابی بکر بن ابی شیبۃ ص 12 اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔ رواہ سب کے سب ثقات ہیں اور سند ہیں ابن ابی عروبہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے "ثنا" کہہ کر سماع کی تصریح بھی کر دی ہے۔ لہذا تدلیس کا شبہ بھی نہ رہا۔ دیکھئے (سنن کبریٰ : ج 3 ص 499) اور یہی حدیث بعینہ صحیح ابی عوانہ میں بھی موجود ہے۔ [6] اس صحیح حدیث سے بالوضاعت معلوم ہوگیا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط الصلوٰۃ میں اخیر ہی قعدہ سے پہلے قعدہ میں صلوٰۃ پڑھی اور مسئلہ مزید مبرہن ہوگیا۔ فاللہ الحمد ولہ المنۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن۔

اس روایت میں پہلے قعدہ میں جو "فید عو ربہ" وارد ہے اس سے مراد وہی ہے جو نویں رکعت میں "ثم یحمدہ ربہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی تشہد (التحیات) مقصد یہ کہ قعدکے درمیانی اور اخیر ہی دونوں قعدوں میں صلوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

ملحوظہ نمبر 2۔ مسند ابو یعلیٰ کی روایت کی مزید سندی تحقیق

اگر بالغرض حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ابو الجوزاء نہیں بلکہ ابو الحویرث ہو۔ جیسا آں محترم نے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے تو دیکھنا یہ ہے

که یه ابوالحویرث کون ہے؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ التقریب میں "کُنیٰ" کے ابواب میں (؟) مہملہ کی فصل میں لکھتے ہیں۔"

"ابوالحویرث عن عائشۃان لم یکن الذي قبلہ والافجهول من الثالثۃ"

اوراس سے قبل جو"ابوالحویرث" ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"بالتصغیر الزرقی اسمہ عبدالرحمان بن معاویۃ"

اب عبدالرحمان بن معاویہ کا ترجمہ نکالتے ہیں توان کا ترجمہ اس طرح ملتا ہے۔

"عبدالرحمن بن معاویۃ بن الحویرث بالتصغیر الانصاري البرقی ابوالحویرث المدنی المشہور بکنیتہ صدق سیٔ الحفظ رمی بالارجاء من السادسۃ"

اب آپ ان تراجم پر غور فرماویں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ابوالحویرث عبدالرحمان بن معاویہ بن الحویرث ہے تووہ سیٔ الحفظ ہونے کے علاوہ طبقہ سادسہ ہے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب کی ابتداء میں یہ تصریح فرمادی ہے کہ طبقہ سادسہ کے رواۃ کا کسی صحابی سے سماع ثابت نہیں اور حالت یہ ہے کہ حضرت سیدہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین سے توطبقہ خامسہ ورابعہ کا بھی سماع نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ یاثانیہ کا ہوتوان سے سماع ہوسکتا ہے۔ لہذا جوراوی طبقہ ثالثہ سے ہی نہیں، تین طبقہ نیچے کا ہوا۔ اس کا حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماع کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔ لہذااس وجہ سے بھی یہ روایت ضعیف ہوئی کیونکہ ایک تواس میں راوی سیٔ الحفظ ہے اور دوسری وجہ سند میں مابین السیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوالحویرث کے انقطاع ہے۔ لہذا یہ روایت بھی ضعیف ہوئی اگر یہ ابوالحویرث عبدالرحمان بن معاویہ ہیں توتووہ مجہول ہے۔ جیسا کہ حافظ صاحب نے فرمایا: (وقدمرت عبارتہ) اورجہالت بھی ائمہ حدیث اور محققین کے نزدیک جرح شدید ہے۔ لہذااس صورت میں بھی یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1]۔ فاضل مضمون نگار نے صرف امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال ذکر کیا ہے جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک مذکورہ آیت وحدیث سے مسئلہ زیر بحث کا اثبات نہیں ہوتا۔ جیسا کہ التعلیقات السلفیہ کے اسی حاشیے کی پہلی عبارت یہ ہے۔

"وقداحتج بہذہ الزیادۃ جماعۃ من الشافعیۃ کا ابن خزیمۃ والبیہقی لایجاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد بعد التشہد وقبل السلام ولادلالۃ فیہ علی کون ذلک فی التشہد" شافعیہ کی ایک جماعت (جیسے ابن خذیمہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں) نے اس زیادتی (جو بعض روایات میں ہے) سے تشہد کے بعد سلام سے قبل وجوب صلوٰۃ پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہ تشہد میں ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔" اس سے یہ بات توکم ازکم واضح ہوجاتی ہے۔ کہ تعاقب نگاہ کا پش کردہ موقف ائمہ محدثین کا متفقہ مسلک جس نے بعض شافعی ائمہ کا یہ خیال ہے جبکہ دوسرے ائمہ محدثین اس کے برعکس رائے رکھتے ہیں۔ یہ بات بھی یادرہے کہ جس: "زیادۃ" پر استدلال ہے وہ محمد بن اسحاق کی زیادت ہے جس کے بارے میں اختلاف ہے اگرچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قابل قبول قرار دیا ہے تاہم اس سے اس زیادتی ے بارے میں بھی اختلاف کا علم توہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ زیادتی بھی قاطع نہیں نزاع نہیں کیونکہ اس میں مطلق نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ تشہد اول وثانی کی اس میں وضاحت نہیں اس لیے اگر اسے تشہد ثانی پر محمول کرلیا جائے تب بھی اس پر عمل ہوجاتا ہے۔ (ص۔ ی)

[2]۔ تعاقب نگار کا یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ کان کا مرجع عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ بنابریں یہ روایت موقوف ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ کان کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اوراسی مرجع کی بنیاد پر اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ پہلے تشہد میں دُرود پڑھنا ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں یہ روایت صحیح ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ میں 350 پر بھی آئی ہے۔ وہاں امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سمجھا ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے۔ ب اب الاقتصاد فی الجملۃ الاولیٰ علی التشہد وترک الدعاء بعد التشہد الاول۔ کہ "پہلے جلسے (نشست) میں صرف تشہد پڑھا جائے اوراس میں تشہد کے بعد دعائیں نہ پڑھی جائیں۔" اگر یہ صرف عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہوتا تو امام صاحب اس حدیث کے تحت یہ بات قائم نہ فرماتے۔ (ص۔ی)

[3]۔ راقم علوم دین کا طالب علم ہے اس کا وہی موقف ہے جو دلائل صحیحہ وقویہ سے ثابت ہو۔ اپنا کوئی موقف نہیں اس لیے یہ بدگمانی صحیح نہیں کہ راقم نے اپنے موقف کے اثبات کے لیے ایسا کیا ہے بلکہ اس سے اصل مقصود صرف اختصار تھا۔ (ص۔ی)

[4]۔ یہ کہنا صحیح ہے راقم نے کان اور نحض کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سمجھا تھا۔ اور غالباً اُن ائمہ نے بھی یہی سمجھا ہے جنھوں نے اس سے پہلے تشہد میں دُرود کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے۔ تاہم راقم کو اپنی اس رائے پر اصرار نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ غلط ہی ہو جیسا کہ تعاقب نگار نے لکھا ہے۔ (ص۔ی)

[5]۔ روی ابن ابی شیبہ الخ کا تعلق اُس اگلے اثر سے ہے جو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً اس منقطع روایت کے انجبار کے لیے ذکر کیا ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی دو رکعتوں میں (اتنا مختصر بیٹھتے) گویا آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں اور اس کی سند کی بابت کہا ہے کہ صحیح ہے نیز یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبدالرحمان مبارک پوری نے بھی یہ تلخیص الجبیر کے حوالے سے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند احمد والی روایت نقل کر کے اپنا رجحان یہی ظاہر کیا ہے کہ تشہد اول اور تشہد ثانی کے مقابلے میں مختصر ہونا چاہیے (ج1ص291) اسی طرح صاحب تنقیح الرواۃ نے انقطاع کے باوجود اس روایت کو یہ کہہ کر کہ ابوعبیدہ کا سماع اگرچہ اپنے باپ سے ثابت نہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے سن کر یہ روایت کی ہے کیونکہ ابوعبیدہ وہ راوی ہے جس کی حدیثوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی احتجاج کیا ہے۔ "اسے قابل قبول قرار دیا ہے۔ (تنقیح الرواۃ۔ ج1۔ ص 372)

محدث شہیر مولانا عبیداللہ رحمانی حفظہ اللہ نے بھی اس روایت کو قابل قبول قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"انما حسنہ الترمذي مع انقطاعہ الشواہدہ"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انقطاع کے باوجود اسے اس کے شواہد کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے" پھر مذکورہ شواہد ذکر کر کے آخر میں لکھا ہے۔ فھذہ الروایات شواہد لحدیث الباب حدیث ابن مسعود اور اس حدیث باب سے انہوں نے مسئلہ یہی سمجھا ہے کہ پہلے تشہد میں صرف تشہد ہی پڑھا جائے اس پر اضافہ نہ کیا جائے۔

[6]۔ سنن نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔ ج1ص302۔ مع التعلیقات السلفیہ (ص۔ی)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد2۔ کتاب الصلاۃ۔ صفحہ نمبر 178

محدث فتویٰ